60316 - جھگڑنے والوں کے درمیان صلح کے لیے جھوٹی قسم کھانا

سوال

کیا لڑے ہو شخصوں کے مابین صلح کرانے کے لیے جھوٹی قسم کھانی جائز ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

مؤمن کے لیے اصل تو یہی ہے کہ وہ سچ بولے اور سچائی کو ہی اختیار کرے، اور صحیح اور حق کلام ہی کرے؛ کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرو اور سچائی اختیار کرنے والوں کا ساتھ دو التوبۃ (119).

اور اس لیے بھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم سچائی کو لازم پکڑو، کیونکہ سچائی نیکی اور بھلائی کی طرف راہنمائی کرتی ہے، اور یقینا نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، اور آدمی سچ بولتا رہتا اور سچائی کو تلاش کرتا رہتا ہے حتی کہ اللہ تعالی کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے، اور تم جھوٹ بولنے سے اجتناب کرو، کیونکہ جھوٹ فجور کی راہنمائی کرتا ہے اور فجور آگ کی طرف لے جاتا ہے، اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا اور جھوٹ تلاش کرتا رہتا ہے حتی کہ اللہ تعالی کے ہاں اسے کذاب اور جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5743) صحیح مسلم حدیث نمبر (2607).

شریعت اسلامیہ میں ایك دوسرے کے مابین صلح کرانے کی بہت زیادہ اہمیت پائی جاتی ہے، اور اس صلح کرانے والے کو صلح کے نتیجہ میں بہت زیادہ اجروثواب حاصل ہوتا ہے، اسی طرح لوگوں کے مابین فساد اور خرابی پیدا کرنے میں بہت زیادہ اور شدید قسم کی تحذیر پائی جاتی ہے.

مسلمان معاشرہ میں آپس میں ایك دوسرے کے درمیان اصلاح کرنے کی اہمیت اور اختلاف و نفرت کے بہت زیادہ خطرناك ہونے کی بنا پر اللہ سبحانہ وتعالی نے اصلاح کرنے اور عداوت و نزاع اور اختلاف ختم کرنےکی غرض سے

جھوٹ بولنا مباح کیا ہے، کیونکہ عداوت و نزاع اور اختلاف کے نتیجہ میں لوگوں کے دین پر سلبی اثر پڑتا ہے.

ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" کیا تمہیں نماز اور روزہ کے درجہ سے بھی افضل چیز نہ بتاؤں ؟

تو صحابہ کرام نے عرض کیا: کیوں نہیں اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بتائیں.

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" آپس میں ایک دوسرے کی صلح کرانا، کیونکہ ایک دوسرے کے مابین فساد مچانا یہی مونڈھ دینے والی ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (2509) ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مونڈھ دینے والی ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈھ دینے والی ہے، بلکہ یہ دین کو مونڈھ کر رکھ دیتی ہے " انتہی.

اور اللہ تعالی نے جس پر کرم کیا ہو اور اسے مسلمانوں کے مابین صلح کرانے کی توفیق دی اور اسے اس صلح اور اصلاح کرانے کے لیے جھوٹ بولنے کی ضرورت محسوس ہو تو اس میں کوئ حرج نہیں، اور اسے جھوٹا کہنا جائز نہیں، کیونکہ اس نے تو شرعی مصالح میں میں ایک عظیم معاملے کے لیے جھوٹ بولا ہے، جس میں شریعت نے جھوٹ بولنا مباح کیا ہے، جیسا کہ صحیحین کی درج ذیل حدیث میں بیان ہوا ہے:

ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

" جو لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے وہ کذاب اور جھوٹا نہیں، وہ اچھی چغلی کرتا اور اچھی بات کہتا ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2546) صحیح مسلم حدیث نمبر (2605).

لیکن رہا مسئلہ اصلاح اور صلح کرانے کے لیے جھوٹی قسم اٹھانا تو ظاہر یہی ہوتا ہے کہ یہ جائز ہے.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" مؤمن کے لیے تو مشروع یہی ہے کہ وہ کم از کم قسمیں اٹھائے چاہے سچا بھی ہو پھر بھی زیادہ قسمیں نہ اٹھائے؛

کیونکہ زیادہ قسمیں کھانے سے ہو سکتا ہے وہ جھوٹ میں پڑ جائے، اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ جھوٹ بولنا حرام ہے، اور جب یہ جھوٹ کے ساتھ ہو تو اس کی حرمت اور بھی زیادہ شدید ہو جائیگی.

لیکن اگر جھوٹی قسم اٹھانے کی کوئی ضرورت یا راجح مصلحت پیش آ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ:

ام کلثوم بن عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" لوگوں کے درمیان صلح کرانے کےلیے جھوٹ بولنے والا شخص کذاب اور جھوٹا نہیں، وہ خیر کی چغلی اور خیر بات کہے.

ام کلثوم کہتی ہیں: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلے میں تین مقام پر جھوٹ بولنے کی رخصت کے علاوہ کچھ نہیں سنا:

لوگوں کے مابین صلح کرانے کےلیے، اور جنگ میں، اور خاوند کا اپنی بیوی سے بات چیت میں، اور بیوی کا اپنے خاوند سے بات چیت میں "

اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے.

اس لیے اگر وہ لوگوں میں صلح کرانے کے لیے ایسا کہے کہ: اللہ کی قسم تیرے ساتھی تو صلح کرنا پسند کرتے ہیں، اور وہ یہ پسند کرتے ہیں کہ آپ کسی بات پر متفق ہو جائیں، اور وہ اس اس طرح چاہتے ہیں، پھر وہ دوسرے گروہ کے پاس آئے اور انہیں بھی اسی طرح کی بات کہے، لیکن اس کا مقصد خیر اور بھلائی اور اصلاح کا ہو تو مذکورہ حدیث کی بنا پر اس میں کوئی حرج نہیں.

اور اسی طرح اگر کوئی انسان یہ دیکھے کہ کوئی شخص دوسرے پر ظلم کرتے ہوئے اسے قتل کرنا چاہتا ہے، یا اس پر کسی دوسری چیز میں ظلم کر رہا ہے تو اسے کہے:

اللہ کی قسم یہ میرا بھائی ہے، حتی کہ وہ اسے اس ظالم سے بچا لے، اگر وہ اسے ناحق قتل کرنا چاہتا ہو، یا اسے بغیر کسی حق کے مارنا چاہتا ہو اور اسے یہ علم ہو کہ اس نے اسے احتراما بھائی کہا ہے، تو اس طرح کی حالت اور مصلحت میں اپنے بھائی کو ظلم سے بچانا واجب ہے.

مقصد یہ ہے کہ اصل میں جھوٹی قسم اٹھانی ممنوع اور حرام ہے، لیکن جب جھوٹی قسم اٹھانے میں کوئی جھوٹ سے بھی بڑی مصلحت پیدا ہوتی ہو جیسا کہ سابقہ حدیث میں تین مقام پر ہے "

دیکهیین: مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (1 / 54).

والله اعلم .